سیرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عید

شاہ بلیغ الدین

ہجرت کے دوسرا سال اور شوال کا پہلا دن تھا کہ بنو نجار کی گلیوں سے پرے، بستی کے باہر اہل ایمان رواں دواں تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان پر تکبیرات تھیں۔ سبھی صحابہؓ یہ تکبیرات تشریق دہراتے جا رہے تھے........

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الااللہ و اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

.......اللہ تو بڑا ہے اللہ تو بڑا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں بے شک اللہ ہی بڑا ہے، ہاں اللہ ہی بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے تمام حمد و ثناء زیبا ہے....... بستی سے باہر لیکن بستی سے قریب یہ میدان تھا جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا آوازہ گونج رہا تھا۔ یہ میدان اہل ایمان کی اجتماعی اور خاص عبادتوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔

عید گاہ

قحط کا موسم تھا۔ اللہ کے رسول نے اسی میدان میں گڑگڑا کر بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگیں۔ صحابہ کرامؓ کی دل کی گہرائیوں سے آمین آمین کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم میں ہے اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی پشت آسمان اور ہتھیلیاں زمین کی طرف تھیں۔ اس وقت روئے زمین پر ان دعا مانگنے والوں سے بڑھ کر اللہ کے پیارے کوئی تھے ہی نہیں بلکہ ان کی عظمت ازل سے ابد تک سب سے بڑھ کر ہے کہ ان کے امام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من و سلویٰ عطا فرمانے والے فاطر السموات والارض نے بادلوں کو حکم دیا کہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف بڑھیں اور پانی کے موتی برسائیں۔ مدینے کی پیاسی زمین جل تھل ہو گئی۔ مدینے کے رہنے والے بوند بوند پانی کو ترس رہے تھے۔ نہال ہو گئے۔

سیدنا عمرؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں قحط پڑا تو صحابہ کرامؓ کو اسی میدان میں جمع کر کے دعا مانگی تھی اور ان کے لئے بھی در اجابت وا ہوا تھا۔

ان ربی لسمیع الدعاء

بے شک میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے

عید اور استسقاء کی نمازیں جس میدان میں پڑھی گئیں وہاں آج ایک مسجد کھڑی ہے۔ اسے مسجد غمامہ کہتے ہیں...... بادلوں والی مسجد! اب یہ مسجد بستی کے باہر نہیں رہی یہ تاریخ اسلام کی پہلی عید گاہ ہے۔

تین نیزے

سیدنا زبیر بن عوامؓ جب ہجرت حبشہ سے لوٹ رہے تھے تو نجاشی نے ان کے ذریعے اللہ کے رسول کی

خدمت میں حربے روانہ فرمائے تھے۔ حربہ یا سانگ چھوٹا نیزہ ہوتا ہے۔ یہ اس زمانے میں حبشہ کا خاص ہتھیار سمجھا جاتا تھا۔ حربہ پھینکنے میں حبشی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ میدان احد میں وحشی نامی حبشی نے سیدنا حمزہؓ کو اپنے حربے ہی سے نشانہ بنایا تھا۔ حبشہ میں رہ کر سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حربہ پھینکنے میں کمال حاصل کیا تھا۔

جب یہ نیزے نجاشی کی طرف سے خدمت نبوی میں پیش کئے گئے تو اللہ کے رسول ﷺ بہت خوش ہوئے ایک تو تحفہ پھر ایسے فرد کا تحفہ جس نے صحابہ کرامؓ کو اپنے دامن عاطفت میں پناہ دی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک حربہ خود رکھ لیا، ایک سیدنا عمرؓ کو عطا فرمایا، تیسرا حربہ حضرت علیؓ کو عنایت ہوا یا حضرت زبیرؓ کو۔ خیال ہے کہ جنگ بدر میں ابو کرش کو حضرت زبیرؓ نے اسی نیزے سے نشانہ بنایا تھا۔ اس معرکے پر اللہ کے رسول ﷺ نے خوش ہو کر ان سے وہ نیزہ یادگار کے طور پر لے لیا تھا۔ یہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی روایت ہے پھر یہ نیزہ سلسلہ وار تینوں خلفائے راشدین کے پاس یادگار رہا۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کو ملا۔

پہلی عید

بدر کی شاندار فتح کے بعد اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ مدینۃ النبی لوٹے تو کوئی آٹھ دن بعد عیدالفطر آئی۔ رمضان کے روزے اسی سال شعبان میں فرض ہوئے تھے۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا موقع تھا۔ کئی باتیں تھیں جن کی خوشیاں اکھٹی ہو گئی تھیں۔ نماز کے بعد اب ایک اور عبادت روزے کی فرض ہوئی تھی۔ مدینۃ النبی میں یہ پہلا فرض اہل ایمان پر عائد ہوا۔ جہاد کی فرضیت کے بعد پہلے سب سے بڑے معرکے میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور اسے یعنی یوم بدر کو یوم الفرقان قرار دیا۔ غنیمت کو مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیا گیا اور پھر یہ مسلمانوں کی پہلی عید تھی! اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس اجتماعی خوشی کا تصور نہ تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے یکم شوال ۲ھ کی پہلی عید کا اہتمام فرمایا۔ محدثین لکھتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ خاص طور پر نہاتے اور اچھے سے اچھا لباس جو میسر آتا پہنتے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حابس کہتے ہیں کہ حبر الامت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ عید کی کسی نماز میں شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا...... ہاں! پھر فرمایا میں چونکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا اس لئے گھر سے باہر تک آپ ﷺ کی تمام مصروفیات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ آپ کاشانۂ نبوت سے چلے تو اس نشان کے قریب پہنچے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ہجرت کے بعد جو عید مدینے میں آکر ادا کی اسکا تذکرہ کیا ہے۔ کثیر بن صلت کا گھر مسجد غمامہ ہی کے پاس تھا۔

بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ کی ایک روایت ہے کہ نماز عید کے لئے رسالت پناہ ﷺ بقیع کی طرف تشریف لے گئے۔ زادالمعاد میں ہے کہ عید گاہ مدینۃ النبی کے مشرقی کنارے پر تھی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں اب مسجد غمامہ کھڑی ہے۔

نجاشی

مختلف بیانوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب نماز عید کے لئے گھر سے باہر تشریف لے آئے تو ایک جلوس کی سی شکل بن آئی۔ حضرت بلالؓ آنحضرت ﷺ کے آگے آگے تھے۔ اور ان کے ہاتھ میں وہی حربہ تھا جو نجاشی نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔ اصحمہ کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد جب دنیا کے حکمرانوں کو ایمان لے آنے کے لئے خطوط لکھے تو اصحمہ کو بھی ایک خط بھیجا تھا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اسی لئے مدینے میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی۔ اصحمہ بن ابجر کو اللہ کے رسول نے پہلا خط حضرت جعفر طیارؓ کے ذریعے روانہ کیا تھا۔ اسکا تذکرہ ڈاکٹر حمید اللہ نے الوثائق السیاسیہ میں بھی کیا ہے۔ اصحمہ کا شمار بعض نے صحابہ میں کیا ہے۔ لیکن زیادہ محتاط بات یہ ہے کہ وہ تابعی تھے۔ وہ واحد مسلمان ہیں جنکی نماز جنازہ اللہ کے رسول ﷺ نے پڑھی۔ نجاشی عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے لیکن ان کی فطرت نیک اور راستی کی طرف مائل تھی۔ حبشہ کی پہلی ہجرت سے قبل حضور اکرم ﷺ نے نجاشی کے اعلیٰ اخلاق کا ذکر فرمایا تھا۔ اس نے مہاجرین حبشہ کو عزت سے رکھا۔ دنیا کے اور حکمرانوں کی طرح جب اسے اللہ کے رسول ﷺ کا خط ملا تو اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور اپنے بیٹے کو اپنا خط دے کر مدینۃ النبی بھیجا۔

علامہ ذھبی نے لکھا ہے یہ لڑکا راستے میں مر گیا۔ صحابہ کرامؓ جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے مدینہ لوٹنے لگے تو اس نے دو خصوصی جہازوں کا انتظام کیا۔ سیدہ ام حبیبہؓ جو حبشہ میں تھیں اللہ کے رسول ﷺ کے نکاح میں آئیں تو سارا اہتمام نجاشی ہی نے کیا تھا۔

سنت نبوی ﷺ

جامع ترمذی میں حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ عید کی نماز کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے تشریف لے جاتے اس سے واپس نہیں آتے تھے بلکہ راستہ بدل کر گھر لوٹتے تھے۔ اس کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ مسلمانوں کی چہل پہل کا نظارہ زیادہ سے زیادہ مشرکین دیکھ سکیں تاکہ انہیں مسلمانوں کی اجتماعی شان اور قوت و تعداد ظاہر ہو۔ دوسرا یہ کہ اسطرح راستہ بدلنے سے دونوں راستوں کے ان مکینوں کو جو اہل ایمان ہوتے سلام کرنے کا موقع میسر آتا تھا۔ ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ عید گاہ اور مسجد کو جانے والے کو ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ عیدین کے موقع پر آپ ﷺ عملاً اس کا مظاہرہ کرتے تھے۔ آتے جاتے آپ ﷺ تکبیرات تشریق کا ورد کرتے رہتے۔ عید قربان کے موقع پر آپ ﷺ آتے جاتے تکبیرات اونچی آواز میں ورد کرتے۔ عید الفطر کے موقع پر آہستہ پڑھتے۔

سیدنا حضرت بلالؓ جب نیزہ لئے بستی سے باہر نکلتے۔ اور اس میدان میں داخل ہوتے جسکا پہلے تذکرہ کیا گیا ہے تو حربہ اس مقام پر زمین میں نصب کرتے۔ جہاں سے اللہ کے رسول ﷺ عید کی نماز کی امامت فرمانے والے ہوتے۔ اسطرح اس حربے یا نیزے کی حیثیت سترے کی ہو جاتی۔ سترہ اس آڑ کو کہتے ہیں جو کھلے مقام پر نمازی

اپنے آگے رکھ لیتے ہیں تا کہ آنے جانے والے نمازی کے آگے سے گزرنے سے پرہیز کریں۔ عید کی نماز کی اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ عیدین کے موقع پر آپ ﷺ پہلے نماز پڑھتے پھر دو خطبے ارشاد فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ عیدین کے خطبوں کے درمیان میں تکبیریں پڑھتے اور انہیں دھراتے رہتے۔

ابن عباسؓ کی ایک روایت ہے کہ عید الفطر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی، خطبہ دیا پھر آپ ﷺ عورتوں کی صفوں کی طرف آئے اور انہیں کچھ نصیحتیں فرمائیں اور صدقے کی ترغیب دلائی۔ حضرت بلالؓ ایک چادر میں صدقات جمع کر رہے تھے۔ عورتوں نے اپنی انگوٹھیاں گلے اور کان کا زیور اتار اتار کر ان کی جھولی میں ڈالدیا۔ حضرت بلالؓ کو اللہ کے رسول ﷺ نے صدقات اور غنیمت جمع کرنے اور تقسیم کرنے کی ذمہ داریاں کئی بار عنایت فرمائیں۔

اللہ کے رسول عیدین کا خطبہ زمین پر کھڑے ہو کر دیتے۔ اس غرض کے لئے مدینۃ النبی سے منبر نہ لے جایا جاتا۔ کبھی کبھی آپ ﷺ سواری پر بیٹھکر بھی خطبہ دیا کرتے تھے۔ کبھی آپ کے لئے ایک کچا چبوترہ بنا دیا جاتا۔ خطبے میں آپ شرعی مسائل بیان فرماتے، مسلمانوں کو نصیحت فرماتے اور اگر جہاد کے دن ہوتے تو لشکر کی روانگی کا اعلان فرماتے۔

احکام

حضرت ام عطیہؓ کی روایت صحیح بخاری میں ہے کہ عورتوں کو عید گاہ جانے کی اجازت تھی۔ امہات المومنین اور صاحبزادیاں بھی عید گاہ تشریف لے جاتی تھیں لیکن خواتین زیب و زینت کر کے نہ جاتی تھیں۔ جامع ترمذی میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کسی عورت کو بناؤ سنگار کر کے مسجد جاتے دیکھتے تو واپس جانے کو فرماتے۔

اللہ کے رسول ﷺ عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے۔ صدقہ فطر عید ہی کے دن صبح واجب ہوتا ہے۔ اس لئے جو بچہ عید کی صبح پیدا ہو اسکا فطرہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔ صدقہ فطر عید سے پہلے یا عید کے بعد کسی وقت بھی دیا جا سکتا ہے۔ یہ قضاء نہیں ہوتا۔ زندگی بھر میں کبھی بھی دیا جا سکتا ہے۔ امام عبدالرزاق نے عبد بن ثعلبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ۲ ھ میں عید الفطر سے دو روز پہلے ایک خطبہ حضور اکرم ﷺ نے دیا اور فطرہ ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ یہ فرض نہیں واجب ہے۔ ہر کھاتا پیتا آدمی اپنے اور اپنے کنبے کی طرف سے فطرہ نکالے گا چاہے وہ زکواۃ دینے کے قابل ہو یا نہ ہو؟

نبی کریم ﷺ عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھتے لیکن عید قربان میں جلدی کرتے۔ دوگانہ عید سے پہلے یا بعد میں آپ ﷺ کوئی نفل نہ پڑھتے۔ عید کی نماز اگر امام کے ساتھ نہ ملے تو پھر قضا نہ پڑھی جائے۔ عید کی نماز کے

لئے جماعت شرط ہے۔ چنانچہ عید کے موقع پر ایک سے زیادہ جماعتیں ہو سکتی ہیں۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نکلتے۔ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ آپ کھجور سے افطار کرتے اور پھر عید گاہ تشریف لے جاتے۔ کھجوریں آپ ہمیشہ طاق عدد میں کھاتے تھے۔ ۳، ۵، ۷ وغیرہ۔ عید قربان کے موقع پر آپ ﷺ سوا پہر کا روزہ رکھتے۔ عید گاہ بغیر کچھ کھائے پیئے جاتے اور عید گاہ سے واپس آ کر کچھ کھاتے۔ اس موقع پر اپنی دی ہوئی قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے ایک تابعی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا کہ آپ کو کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کسی جمعہ کو عید آئی ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔۔ ہاں! سوال ہوا --- اس دن سرور کائنات ﷺ کا کیا عمل تھا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا --- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھ کر جمعہ کی نماز کی رخصت دیدی۔ مطلب یہ کہ جو اللہ کے بندے مسجد میں جمع ہو جائیں وہ تو جمعہ پڑھ لیں جو گھر پر نماز ادا کریں وہ ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ ابن عباس کی روایت ابن ماجہ ہی میں ہے کہ --- تم میں سے جس کی خواہش ہو عید کی نماز کو جمعہ کا اجتماع بھی سمجھ لے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے جمعہ کی نماز بھی ادا فرمائی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ عید کی نماز بستی سے باہر ہی پڑھتے تھے۔ صرف ایک مرتبہ مدینے میں بارش کی مجبوری ایسی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں عید کی نماز ادا کی۔

شکرانہ

عید کا دن خوشیوں کا دن ہے۔ یہ ایسا خوشیوں کا دن ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اس لئے جناب رسالتمآب ﷺ اس دن بہت خوش رہتے۔ آپ عید کے دن کثرت سے ملاقاتیں کرتے عید گاہ آنے جانے کا راستہ بدلنے کا ایک مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملنا بھی ہوتا۔ عید کے موقع پر اختلافات بھلا دینا اور دور دراز آ کر ایک دوسرے سے ملنا خوشیوں میں اضافہ کرتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا انہیں کھلانا پلانا بھی عید کی خوشیوں میں اضافہ کرتا ہے۔ عید الفطر میں زیادہ دھوم دھام رہتی ہے۔ حالانکہ عید قربان بڑی عید ہے۔ دوگانہ عید اصل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ ہے۔ ہر خوشی کے موقع پر دوگانہ پڑھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

فدائے احرار، عظیم مجاہد آزادی
مولانا محمد گل شیر شہید
مؤلف، محمد عمر فاروق : قیمت /۱۵۰ روپے

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار
چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی
نایاب اور اہم کتاب "شعور"
قیمت — ۳۵ روپیے